''میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں''

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

پُرانے وقتوں کی بات ہے۔ ایک تھا بادشاہ۔ اس کا نام تھا کمانڈو فرعون! قاتل اس کے زمانے میں دن دہاڑے دندناتے پھرتے تھے بلکہ اُس کے تنخواہ دار، حصہ دار تھے۔ ہزاروں میل دور سمندر کنارے اگر کوئی قاتل گروہ دن کو ''شب خون'' مارتا تو وہ بلند پہاڑوں پر بنے صدارتی محل میں مُکّے لہراتے ہوئے چنگھاڑتا ''یہ ہے میری عوامی طاقت۔'' اُس نے اپنے ہی محسن کو فضاؤں سے نتھ ڈال دی تھی۔ اُس نے اعلان کر دیا تھا میرے مخالف دونوں سردار بی بی اور میاں میری قلمرو میں قدم نہیں رکھ سکتے۔ اس کے کاسہ لیس وزیروں نے اُسے دس بار باوردی فرعون بنانے کا اعلان کر دیا تھا۔

فوجی جنتا کے اُس کے ایک کرنل نے غریب بلوچیوں کی خدمت کرنے والی ایک لیڈی ڈاکٹر کی بے حرمتی کر ڈالی تھی وہ اگرچہ سندھی خاتون تھی مگر غیرت کے پتلے بلوچ سرداروں نے زبردست احتجاج کیا تھا۔ بڑے بلوچی سردار کو کمانڈو فرعون نے بقول اپنے، وہاں سے ہٹ کیا تھا کہ قاتل کا نشانِ پامالانہ مقتول کی راکھ ملی...... بی بی اور میاں دونوں باغی سرداروں کو اُس نے وطن واپسی سے منع کر رکھا تھا مگر دونوں آ گئے......دونوں قاتلانہ حملوں کی زد میں آئے۔ میاں بچ گیا۔ بی بی کے خون کے دھبے بھی صاف کرا دیے گئے۔ اُس کے خاوند کو حکومت میں حصے دار بنا کر خون معاف کرانے کی ایک کامیاب چال چلی تھی۔

کمانڈو فرعون کی ''اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' کے دعوے کو الرشید ٹرسٹ، الامین ٹرسٹ، الاختر ٹرسٹ جیسے اداروں نے چیلنج کر رکھا تھا۔ ہر فاقہ مست بدحال، مسکین کی دہلیز پر یہ ادارے خود روٹی، کپڑا اور دیناروں کی تھیلیاں لے کر پہنچ جاتے تھے۔ مسلم خودداری، اسلامی غیرت وقوت کے اظہار کے لیے کئی دینی، تبلیغی اور جہادی تنظیمیں سرگرمِ عمل تھیں۔ خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب وآل کے تحفظِ ناموس کے لیے صحابہ کے پروانے جانیں لٹا رہے تھے۔ کمانڈو فرعون نے مغربی آقاؤں کے حکم پر اِن سب پر پابندی لگا دی تھی اور ان عقابوں کو پسِ دیوارِ زنداں ڈال دیا تھا۔ غازی عبدالرشید جیسے چند سرپھروں نے اللہ کے گھر مساجد و مدارس گرانے پر مزاحمت کی، اُن کے ساتھ زلزلہ کشمیر و سرحد میں مرنے والوں کی یتیم و لاوارث بچیوں نے بے حیائی پر بندش اور نفاذِ شریعت کا مطالبہ کیا تو کمانڈو فرعون نے لال مسجد کے بے گناہ سجدہ گزاروں پر بمباری کا حکم دیا تھا۔ قرآن، حدیث وتفسیر کی سیکڑوں کتابوں کو جلا کر اُنہیں گندے نالوں میں پھینک دیا تھا۔ پھر بھی جی نہ بھرا تو جامعہ حفصہ میں قرآن پڑھتی بچیوں سمیت بیسیوں قرآنی معلّمات کو فاسفورس بموں سے بھون کر رکھ دیا تھا۔

کمانڈو فرعون کی رٹ کا کون قائل نہیں ہوا۔ اُسے رٹ قائم کرنے کا شوق بھی بہت تھا۔ اس نے بلوچستان کے سیکڑوں سے زائد باغیوں اور سرحد وقبائلی علاقہ جات کے ہزاروں محبِ وطن...... بے تنخواہ محافظوں بزعم خود نافرمان جنگجوؤں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ بہادر کے حوالے کیا تھا۔ وہ کہتا تھا میں نے کون سا غلط کام کیا ہے۔ شیخ اسامہ اور افغان طالبان جیسے اسلامی انتہا

پسند لوگ اپنے کو سپریم امریکی لوگوں سے برتر ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں، بھلا میری موجودگی میں میرے آقاؤں کے خلاف ایسی کوشش؟ میں نے ایسے از خود مجاہدوں کو امریکا کے حوالے کرنا شروع کیا تو آقا نے مجھے سیکڑوں ہزاروں ڈالروں سے نوازنا شروع کر دیا۔ ٹو اِن ون۔ میں کمانڈو فرعون کے ساتھ قارون جیسے خزانوں کا مالک بھی بننے لگا۔ اس کے باوجود جب مجھے قارونی ڈالروں کا چسکا پڑ گیا تو میں نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور اس جیسی ان گنت بے گناہ مسلم بیٹیاں بیچنا شروع کر دیں۔

کمانڈو فرعون کی اس قسم کی کارگزاریوں پر اعلیٰ عدلیہ نے نوٹس لے لیا۔ اَن گنت مردوں عورتوں کے غائب کیے جانے پر جواب طلبی کر لی۔ افتخار چودھری اگر ضد نہ کرتا تو بقول کمانڈو فرعون صرف فرعونیت کا چارج اپنے پاس رکھ کر تمام قارونی خزانے اُس کے حوالے کر دیے جاتے اور سات پُشتوں تک یہ خزانے کم نہ ہوتے اور تاریخ میں دوسرے قارون کے نام سے اُس کا نام زندہ و تابندہ رہتا مگر وہ ضد پر رہا تو کمانڈو فرعون نے اگلی چال چلی ایمرجنسی پلس نافذ کر کے افتخار چودھری اور اس کے پانچ درجن ساتھی اعلیٰ عدلیہ کے ججز کو معزول و محبوس کر دیا۔ سینیٹ نے اُس کے باضابطہ فرعونِ وقت، جی نہیں، باضابطہ کمانڈو صدر ہونے کا اعلان کر دیا۔ مگر گردشِ زمانہ کہ آج اُسی سینیٹ نے آئین کی شق نمبر ۶ کے تحت غداری اور آئین توڑنے کا مقدمہ چلانے کی متفقہ قرارداد منظور کی ہے۔ افتخار چودھری نے ۱۳؍ نومبر ہی کو ایمرجنسی کے ناجائز ہونے کا فل کورٹ فیصلہ سنا دیا تھا اور کہا تھا ”ہمارے فیصلے کے نتائج مستقبل میں سامنے آئیں گے۔“ تو کیا افتخار چودھری عالم الغیب تھا؟ کمانڈو فرعون کہتا ہے:

”میں تو امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی تھا، میں نے ہی لاکھوں افغان دہشت گردوں اور ہزاروں عراقی بنیاد پرستوں کو زائد از چھپن ہزار بمبار پروازوں سے مروایا تھا۔ کیا میں امریکہ اور نیٹو کا محسن نہیں ہوں؟ کیا امریکہ خود تسلیم نہیں کرتا کہ اگر میں پاکستان کے بری، بحری اور فضائی اڈے پیش نہ کرتا تو وہ کبھی بھی افغان دہشت گردوں پر قابو نہ پا سکتا۔ تاہم میری بھرپور مدد کے باوجود وہ آج تک ان پر قابو نہیں پا سکا، اُس کا مقدر تو شکست اور رسوائی ہے مگر میری وفاداری کا صلہ؟ تقدیر مجھے وطن لے آئی اور ظالموں نے مجھے بے نظر قتل کیس اور ججز حراست کیس میں گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ بے وفا امریکہ نے میری گرفتاری پر میرے حق میں دو بول بھی نہیں بولے بلکہ یہ کہا کہ میرے خلاف عدالتی کارروائی پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے۔

۱۸؍ اپریل ۲۰۱۳ء کی دوپہر میری عبوری ضمانت کی منسوخی پر عدالت سے فرار میں رینجرز اور پولیس نے میری بھرپور مدد کی مگر نہیں وہ تو میرے نوکر تھے۔ ہتھکڑی نہیں لگائی پھر بھی گرفتاری ڈال دی۔ عدالت نے میرے فارم ہاؤس کو سب جیل قرار دے کر مجھے دو کمروں میں محبوس اور تنہا کر دیا ہے۔ میں کوئی عام مخلوق تو ہوں نہیں۔ کمانڈو فرعون ہوں۔ میرے مُکّے فضاؤں میں ابھی تک لہرا رہے ہیں۔ ”میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں۔“ لیکن میں نے درخواست کی ہے کہ میری ماں دبئی میں بیمار ہے۔ مجھے ماں یاد آ گئی ہے۔ مجھے ماں کے پاس دبئی جانے دیں۔ میرا وکیل احمد رضا قصوری میری ماں کے غم میں اپنے مقتول باپ کا غم بھول گیا ہے اور پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے۔ زرداری کی بیٹی آصفہ اور بے وفا چودھری شجاعت نے بھی مجھے ماں کے پاس دبئی بھیجنے کی استدعا کی ہے لیکن میری ماتحت فوجی جنتا نے ابھی تک میری ہمدردی میں ایک لفظ نہیں کہا۔ دیکھیں! دبئی فرار کے لیے کب درِ اجابت کھلتا ہے؟ مجھے اب مُکّے لہرانا بھول گیا ہے۔ مجھے اب ڈر لگ رہا ہے۔ ویسے ”میں ڈرتا ورتا کسی سے نہیں“ بالکل نہیں۔